ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ
انوارِ لاثانی
۱۳۶۴ھ
مصنفہ صوفی
محمد رفیق
ناشر
صاحبزادہ سید علی حسین شاہ صاحب سجادہ نشین دربار لاثانی رحمۃ اللہ علیہ علی پور شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ اکبر

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝

یہ نصیحت ہے - نصیحت حاصل کرنیوالوں کیلئے -

انوارِ لاثانی

سنہ ۱۳۶۴ھ

رمضان المبارک

یعنی سوانح حیات محبوبِ سُبحانی قطبِ ربّانی غوثِ صمدانی عارفِ حقانی مقبولِ بارگاہِ رحمانی حضرت قبلہ حاجی پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی - قادری - مجددی - علی پوری - محلہ مغزل - ضلع سیالکوٹ

مصنفہ و مؤلفہ

خادم الفقراء محمد رفیق ابن محمد اسماعیل کھوکھر

کوٹلی لوہاراں شرقی (سیالکوٹ)

مطبوعہ حجازی پرنٹنگ پریس لاہور

حجازی پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد اسمٰعیل پرنٹر چھپوا کر سید علی حسین شاہ صاحب نے علی پور شریف ضلع سیالکوٹ سے شائع کیا -

روضۂ اقدس حضرت قبلۂ عالم شاہ لاثانی نور اللہ مرقدہٗ

نذر
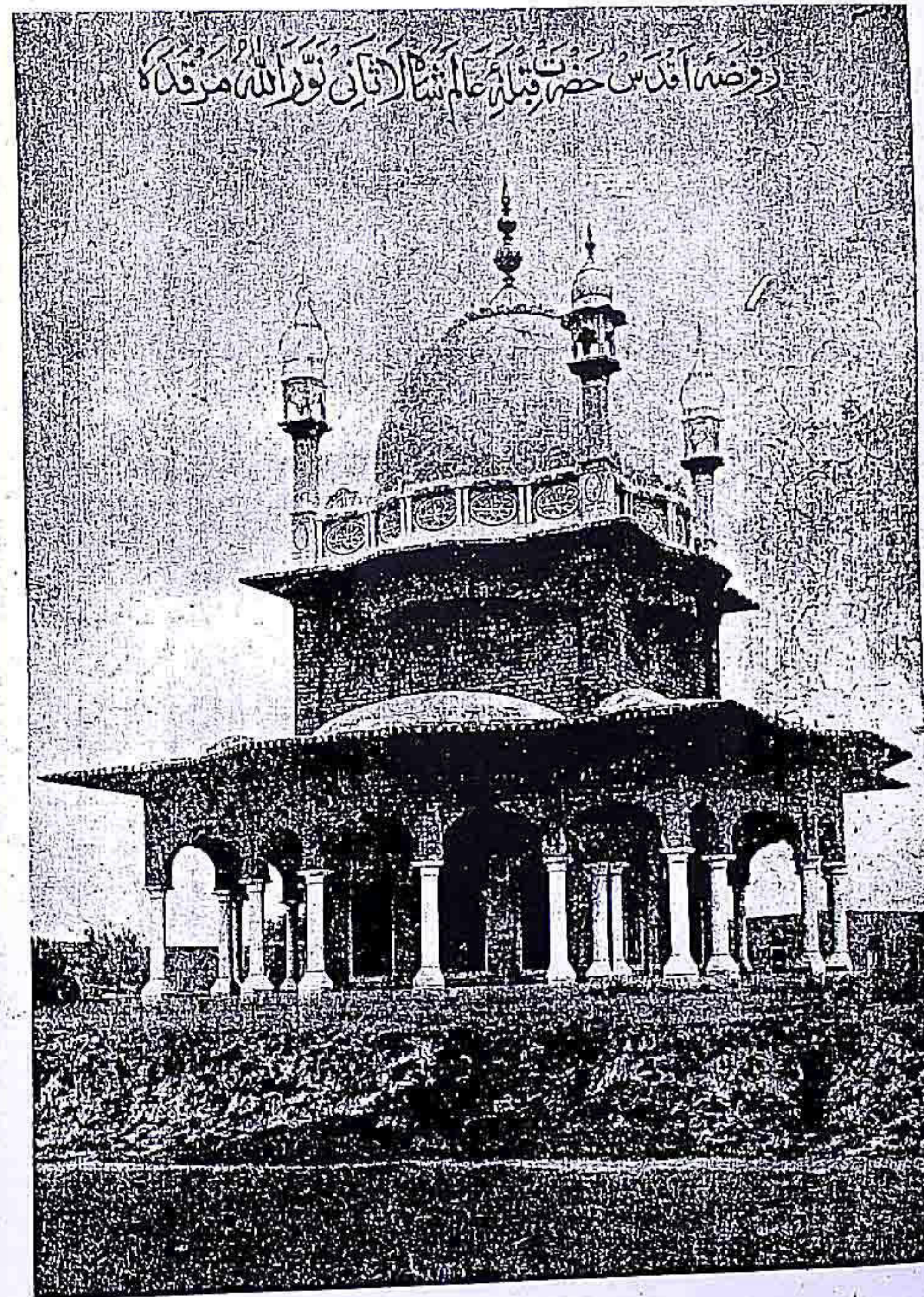
ایک فقیرِ بے نوا حُسنِ عقیدت کے سدا بہار پھول

(یعنی اپنی ناچیز تالیف) جگر گوشۂ رسولِ مقبول حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سیّدۃ النساء خاتونِ جنّت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہِ اقدس

میں نہایت ادب و احترام سے پیش کرتا ہے۔

محمد رفیق عفی عنہ

انتساب

اور حسب استعداد دولتِ تسکین سے مالا مال ہوئے۔ علی پور کی یہ مبارک ہستی انہیں چراغوں میں سے ایک چراغ تھی۔ انہیں رہنماؤں سے ایک رہنما تھی اور یہ باطنی علوم کا بے بہا خزانہ ہم میں عرصہ دراز تک موجود رہا۔ اللہ اکبر آپ کی مبارک ادائیں اور پاک نگاہیں عہد رفتہ کی یادگار تھیں۔ مبارک ہو ان لوگوں کو جنہوں نے اُس پاک وجود کو پایا اور اپنا رابطہ آپ سے قائم کیا اور آپ کی نورانی نگاہوں سے اپنے دل کے اندر نور توحید کو جذب کیا اور مسرور ہوئے۔ اور آپ کی توجہ سے اپنے مُردہ قلوب زندہ کئے۔ آپ کی ہستی قلوب ہائے مردہ کیلئے ابر رحمت تھی اب میں اس وجود پاک کے سوانح حیات شروع کرتا ہوں اور ان کے اتباع کی توفیق خدائے عزوجل سے مانگتا ہوں

کرنا ہے جو کچھ کرلے یہاں وقت یہی ہے
کام آئیگا آخر کو نہ فریاد نہ نالا

ولادت باسعادت

حضرت قبلہ عالم سیدنا پیر سید جماعت علی شاہ صاحب (الثانی) قدس سرہٗ بتاریخ ۲۱ ماہ ساون سمت ۱۹۱۶ بکرمی مطابق ۱۸۶۰ء مطابق ۱۲۷۶ھ ہجری المقدس بروز جمعتہ المبارک بوقتِ صبح بمقام علی پور کتم عدم سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار کو جب یہ مبارک خبر پہنچی تو بہت خوش ہوئے۔ اور گھر آکر لختِ جگر کے نورانی چہرے کو دیکھ کر اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر بجالائے اور آپ کا اسم گرامی سید جماعت علی شاہ رکھا گیا۔

قبلہ عالم کا زمانۂ طفولیت

حضور قبلہ عالمؒ بچپن ہی سے اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ لغویات اور فضول کھیلوں سے آپ کو فطرتاً نفرت تھی۔ اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ جیساکہ عام بچوں کی عادت ہوتی ہے۔ کبھی گالی گلوچ وغیرہ کی نوبت نہیں آئی۔ اپنے دوستوں میں عزیز تھے۔ والدین کو رنجیدہ نہیں کیا نہایت صابر قانع اور محنتی تھے۔ آپ جب کھیت میں ہل چلانے والوں کی مدد کو بڑھتے تو آپ کے قبلہ والد صاحب فرماتے۔ کہ بیٹا جاؤ تم آرام کرو۔ مگر آپ اپنی طاقت کے مطابق برابر کام میں مشغول رہتے۔ آپکا جی محنت سے نہ اکتاتا۔ ایک مختصر سے گاؤں میں رہنے کے باوجود آپ اچھے سے اچھے شہری تعلیم یافتہ لڑکوں سے زیادہ شائستہ اور صفائی پسند تھے۔

الٰہ بخش ولد الٰہی بخش موضع چیندر کے والے بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے علی پور کے معتبر حضرات سے معلوم کیا۔ کہ ایک دفعہ علی پور میں ایک مجذوب بزرگ تشریف لائے۔ جو اپنا قیام گاؤں سے باہر ہی رکھتے۔ جب بھوک پیاس غلبہ کرتی۔ تو گاؤں میں آکر کسی گھر کے سامنے خاموش کھڑے ہو جاتے۔ جس سے اہل خانہ سمجھ جاتے۔ کہ ان کو بھوک یا پیاس ہے۔ تب وہ کھانا لاکر دیتے بزرگ کھانا کھاکر پھر باہر ہی چلے جاتے۔ اور کسی سے کوئی سروکار نہ رکھتے گاؤں کے لڑکے ان کے پاس اکثر جمع ہو جاتے۔ حضور قبلہ عالم بھی اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ اُن کے پاس جاتے۔ اور ادب و احترام کے ساتھ وہاں تشریف فرما رہتے۔ ایکدن کا واقعہ ہے۔ کہ اپنے ہمجولیوں کے اصرار پر آپ اس مجذوب کے سامنے ہی کسی کھیل میں مشغول ہو گئے۔ اُنہوں نے دیکھا

میں فرمانے لگے۔ کہ یہی وہ شہباز ہیں۔ جس کی ہمیں جستجو تھی۔

آمد آں یارے کہ ما مے خواستیم

جب حضور بیعت سے مشرف ہو گئے تو آپ کی روحانی تربیت شروع ہو گئی اور آپ پر معارف الٰہی ظاہر و واضح ہونے شروع ہو گئے۔ آپ صحیح اتباع اور اخلاص و ادب و حیا کی بدولت حضرت باواجی صاحب رح کے منظور نظر ہو گئے اور بہت جلد اپنے پیر و مرشد کے دل میں عزیز ہو گئے حضرت باواجی صاحب رح آپکی طرف خاص الخاص توجہ فرماتے۔ باواجی صاحب رح کی توجہ کی برکت سے آپکا قلب اطہر مستنیر ہو گیا۔ قدرت کاملہ ایسے افراد کو روز ازل ہی سے چن لیتی ہے اور ان کے سینوں میں سب کچھ رکھ دیتی ہے۔ مگر ان قوتوں کو بیدار کرنے کیلئے اور جوہر ہائے باطنی کی نشوونما کیلئے اور دل سے حجابات اٹھانے کیلئے ضرورت ہے کہ کسی شیخ کامل کی صحبت میسّر ہو اور اس کے توسل سے فیض حاصل ہو۔ مسئلہ اثبات بیعت میں بزرگوں کے بے شمار قول ہیں۔ اور کئی ایک رسالے بھی لکھے گئے ہیں۔ اس بیعت کا نام بیعتِ تقویٰ ہے۔ نہایت ہی ضروری ہے کہ طالب مولا کسی مرد کامل کے فیضانِ صحبت سے اپنی مراد کو پہنچے۔ حضور قبلہ عالم رح نے کافی عرصہ حضرت باواجی رح صاحب کی صحبت کیمیا اثر میں بسر کیا ہے۔ اور اپنے اخلاق و ادب کی بدولت حضرت باواجی رح صاحب کو اس قدر مہربان کر لیا۔ کہ گھر کے بہت سے کام آپ کے سپرد ہوتے جن کو آپ نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے۔ آپ بچپن ہی سے دنیا سے منہ موڑے ہوئے تھے۔ مگر اب تو رہی سہی حبّ دنیا بھی دل سے نکل گئی۔ حضور باواجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ "میں قیامت تک تجھ سے راضی ہوں"۔ حضرت باواجی صاحب آپ کو نام لیکر نہیں بلکہ "شاہ صاحب" کہہ کر پکارا کرتے۔ اور فرمایا کرتے کہ تم دیا اور تیل تو گھر سے ہی لیکر آئے اور یہاں آکر

اور نورٌ علیٰ نور ہو گئے۔ یہی وہ مشعلِ رشد و ہدایت آگے چل کر آسمان طریقت پر مہر ضوفشاں کی طرح معمورۂ دنیا کے بیشتر حصہ کو منوّر کرتی رہی۔

عطائے خلافت

سرِ دمِ عشق بوالہوس را نہ دہند ... سوزِ دل پروانہ مگس را نہ دہند
عمرے باید تا یار آید بکنار ... ایں دولت سرمدی ہمہ کس را نہ دہند

ترجمہ

اے سرمد غم عشق کی دولت بوالہوس کو نہیں دیتے ہیں۔ پروانے کا سوز محبت مکھی کو نہیں دیتے ہیں دوست کو زینت آغوش ہونے کیلئے ایک مدت درکار ہے۔ یہ ہمیشہ رہنے والی دولت ہر شخص کو نہیں دیتے ہیں

حضور قبلہ عالم رح حضرت باواجی صاحب رح کی نگاہِ پاک میں بہت مقبول اور باطنی کیفیت میں وسیلع تھے۔ گویا آپ کے سوز دروں کے جلوے نگاہِ مرشد میں جلوہ گر تھے۔ لہٰذا حضرت قبلہ باواجی صاحب نے آپ کو خلعتِ خلافت سے نوازا۔ آپنے نہایت ادب و انکساری کے ساتھ اس نعمتِ عظمےٰ کو قبول فرما لیا اور جو چیز آپ کے مقدر میں رکھی تھی یعنی نور طریقت سے خشک دلوں کی سیرابی اور اسوۂ حسنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی رنگ میں تبلیغ اس کے ظہور کا وقت اب قریب آگیا۔

لہٰذا حضرت باواجی صاحب رح نے چند نصیحتوں کے ساتھ آپ کو اجازت مرحمت فرما دی اور اس چشمۂ معرفت نے آپ کی منازل بھی تمام کر دیں۔ اسوقت آپ کے قلب اطہر پر تجلّیات کی بارش تھی۔ اور چہرہ اقدس روشن تھا۔ نور کی کرنیں آنکھوں سے ہویدا تھیں۔ اور سینہ مبارک علوم لدینہ سے آراستہ تھا۔ آپ پر معرفت الٰہی کا پورا پورا رنگ چڑھ گیا۔ جس رنگ کے متعلق قرآن پاک

لدنیہ

ہیں۔ حالانکہ وہاں روح الامین جیسے جلیل القدر اور رفیع المنزلت فرشتے
بھی عاجز و درماندہ ہیں۔ جب سرورِ عالم معراج شریف کو تشریف لے گئے تو
روح الامین آپ کے ہمرکاب تھا اور سموات کی سیر کراتا رہا جب مقام سدرۃ
المنتہیٰ تک پہنچے تو جبرئیل آگے جانے سے رہ گئے اور عرض کیا۔ کہ حضور میری اب
انتہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جبرائیل۔ میری تو ابتدا ہے۔

بدو گفت سالارِ بیت الحرام — کہ اے حامل وحی برتر خرام
چو در دوستی مخلصم یافتی — عنانم ز صحبت چرا تافتی
بگفتا فراتر مجالم نماند — بہ بازوئے بالم مجالم نماند
اگر یک سرِ موئے برتر پرم — فروغِ تجلّی بسوزد پرم

مقام غور ہے جہاں روح الامین جیسے ممتاز و رفیع القدر دم بخود اور عاجز ہیں
وہاں بیر خواہشات میں الجھا ہوا انسان کیا مجال رکھتا ہے۔ کہ آپ کے منازل و
کمالات کا ادراک کر سکے۔ حضور کی ذاتِ ستودہ صفات وراء الوراء ہے۔

نتواں وصف تو گفتن کہ تو در وصف نہ گنجی

آپ کے سامنے جب حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک
ہوتا۔ یا اوصافِ اہل بیت بیان فرما ہوتے۔ تو آپ بہت متاثر ہوتے۔
الحاج مولانا مولوی قاضی سراج احمد صاحب مقام اچھرہ لاہور۔ بیان کرتے
ہیں۔ کہ میں جب داخل طریق ہونے کیلئے علی پور گیا۔ تو دورانِ گفتگو میں ڈاکٹر
اقبال مرحوم کا ذکر بھی آیا۔ آپنے فرمایا اس کے کچھ شعر سناؤ۔ میں نے مندرجہ ذیل
شعر پڑھے۔ جو ڈاکٹر صاحب نے حضرت حسین علیہ السلام کی شانِ پاک
میں کہے ہیں۔

بہرِ حق در خاک و خوں غلطیدہ است — پس بنائے لا الٰہ گردیدہ است

نقشِ الا اللہ بر صحرا نوشت — سطرِ عنوانِ نجاتِ ما نوشت
رمزِ قرآن از حسینؓ آموختیم — ز آتشِ او شعلہ ہا افروختیم

آپ سن کر حالتِ وجد میں آگئے۔ قاضی صاحب مذکور کا بیان ہے۔ آپ اکثر
مجھ سے اوصافِ اہل بیت سنتے اور ایک دفعہ فرمایا۔ کہ سیدنا حضرت علی
کرم اللہ وجہہ روحانیت کے پیشوائے اعظم ہیں۔ اور کل اولیاء کرام کو فیض
انہیں سے حاصل ہے۔ فرمایا۔ کہ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
سلسلہ جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وابستہ کیا گیا ہے۔ یہ
حضور صدیق اکبرؓ کا ادب و احترام ہے۔ ورنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا گھر
روحانیت کا مرکز ہے۔

حضور قبلہ عالم کو سیدۃ النساء خاتون جنت والدہ حضرت حسنینؓ لختِ
جگرِ رسولِ ثقلین حضرت بتول جناب فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
بہت عقیدت تھی۔ فرمایا۔ کہ لوگ معمولی درجہ کے اولیاء کا عرس کرنا بھی باعث ثواب
سمجھتے ہیں۔ مگر جناب سیدہ جو کل صلحاء اور اولیاء سے بدرجہا افضل ہیں۔ ان
کا عرس شریف کیوں نہیں کرتے۔ آپ ماہ رمضان المبارک کی تیسری تاریخ کو
جناب سیدہؓ کا عرس شریف کیا کرتے۔ اور اکثر دوستوں و عزیزوں کو
بھی تلقین فرماتے۔ کہ ختم شریف کیا کریں۔

اللہ اکبر فرمایا۔ کہ حضور مائی صاحبہ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ختم
شریف دیا کرو۔ اس سے کوئی کمی نہیں ہوتی۔ اگر ہو جاوے تو میں ذمہ وار ہوں
آپ کو کتاب القول المقبول فی حب آل رسول بہت پسند تھی۔ مولوی
فضل الٰہی صاحب کہتے ہیں۔ کہ آپ کو اوصافِ اہل البیت سننے کا اسقدر
شوق تھا۔ کہ جہاں کہیں سے کوئی شعر یا مناقب وغیرہ سن لیتے تو لکھوا لیتے

یہ شعر اکثر پڑھتے۔

نوشتہ بر درِ جنّت بخطِ سبز و جلی
شفیع روزِ قیامت محمّد است علیؑ

مولوی صاحب مذکور کا بیان ہے۔ کہ ایک زمیندار نے آپ کے سامنے یہ مناقب پڑھے۔ جو مجھ سے لکھوا لئے۔

مناقب

منزل وڈی فقر دی بارہ مَنْ امام ایہو صاحب تخت دے ایہو صاحب انعام
اوّل حضرت شاہ ہے اسد اللہ جسدی شان اوہے وصی رسولدا بخش لیا سُبحان
دوجا حسن امام ہے اوہ فرزند علی او جوان بہشت دا نانا پاک نبی
تیجا امام حسین ہے او مظلوم شہید جبرائیل کھڈاوندا اسنو کرتا کید
چوتھا زین العابدین صاحب تاج کلاہ ثابت قدم وچ فقر دے سید دین پناہ
پنجویں باقر جان نوں اوس محمدؐ نام ساری اُمّت نبیؐ دی اسدی ہے غلام
چھیواں امام المومنین جعفر صادقؑ جان ہویا اہدے علم تھیں روشن سب جہان
ستویں موسیٰ جان توں کاظم جس خطاب چارے مذہب اسدے تابع ہیں ثواب
اٹھویں سیّد خلقدا موسیٰ بچہ رضا او پر راہ خدا دے کیتی جان فدا
ناںویں سید دین دا نقی محمدؐ جان فرض محبت اوسدی رب کرے رحمان
دسویں تقی پہچان توں جسدا نام علی ڈتا شرف خدا نے ہویا اوہ ولی
یارہویں جان عسکری جسدا حسن خطاب نانا جسدا مصطفےٰ دادا بو تراب
بارہویں مہدی جان توں اوہں محمد نام ابو قاسم کنیت اوسدی باراں ہوئے تمام

نیز بیان کرتے ہیں۔ ایکدفعہ آپنے حضرت مولانا مولوی غلام غوث صاحب سنکھو چک والے جوکہ عربی کے بہت عالم تھے ان سے دریافت کیا مولوی صاحب

مجھے مائی صاحبہ سیدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے بے حد عقیدت ہے۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْفَاطِمَۃُ بِضْعَۃٌ مِنِّیْ۔ یعنی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

آپ فرمائیں۔ کہ اصل عقیدہ کیا ہونا چاہئے۔ مولوی صاحب مذکور نے آپ کے عقیدہ کی تائید کرتے ہوئے عرض کیا۔ کہ نواب صدیق الحسن بھوپالوی نے بھی اپنی ایک تصنیف میں یہی لکھا ہے

جگر جگر است رشتہ و گر است

فرمایا۔ حُبِّ اہل بیت سرمایۂ دین و ایمان ہے۔ ایکدن آپنے مکتوبات شریف سے یہ ذکر کیا کہ جناب مجددؒ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ذکر کرتے ہیں۔ کہ میرے والد بزرگوار کا وطیرہ تھا کہ آپ لوگوں میں محبت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہلبیت اطہار کی تبلیغ عام طور پر کیا کرتے۔ جب ان کا وقت وصال قریب آیا تو میں نے حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور جس امر کی آپ بہت تاکید کیا کرتے تھے۔ اب اس کا کیا حال ہے۔ تو آپنے فرمایا کہ ہاں میں حُبِّ اہل بیت میں ثابت قدم ہوں مولوی صاحب مذکور کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ موضع دودھوچک (ضلع گورداسپور) میں رونق افروز تھے رات کیوقت مجلس میں کسی صاحب نے مصائب اہل بیت اور یزید کے جبر و تشدد کا ذکر کیا۔ جس پر میں نے عرض کی۔ کہ کتاب سر الشہادتین میں ذکر ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کل درجے کامل طور پر ودیعت فرمائے تھے۔ آپ ہر درجہ میں کل انبیاء سے فائق تھے مگر شہادت کا عمل حضورؐ کے جسد اطہر پر وارد نہیں کیا گیا۔ کیوں کہ یہ بات شان نبوّت سے بعید تھی کہ سرورِ کائناتؐ کا وجود اقدس خاک و خون میں غلطاں ہو۔ یہ عمل آپکے

ترجمہ: جو بھی اپنے اصل سے دور ہو جائے وہ اپنے وصل کا زمانہ پھر تلاش کرتا ہے۔

لہذا ۱۳۲۳ھ مبارک کو اپنے اِس مبارک سفر کی تیاری کر لی۔

صاحبزادگان کا بیان ہے۔ کہ آپ کے ہمراہ جو بزرگ اِس سفر میں تھے۔ وہ بیان کرتے تھے۔ کہ جب عرب شریف کی ارض مقدس میں قافلہ پہنچا آپنے بہت مؤدبانہ انداز اختیار کر لیا۔ اور آپ پر ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی۔

جب مناسکِ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منوّرہ کی تیاری ہوئی۔ تو راہ میں آپنے ادب کی وہ ادائیں اختیار کیں جو ہمارے لئے دشوار تھیں۔ یعنی مدینہ منوّرہ ابھی بارہ میل کی مسافت پر ہی تھا۔ کہ آپنے شتر کی سواری چھوڑ کر پیدل سفر اختیار کر لیا۔ اور گنبدِ خضرا جسمیں کہ محبوب ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ضو فشاں ہیں۔ کے میناروں سے تو آپکی نگاہ اُٹھتی نہ تھی۔ اور جب روضۂ اقدس پر پہنچے تو جس حسین ادا سے آپنے تعظیم و تکریم کی وہ آپ ہی کا حصّہ تھا۔ آپ پر وجد طاری تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری

ادب گاہیست زیرِ آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

آپنے وہاں کے ہر خاص و عام اور وہاں کی ہر چیز کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھا۔ اُس مبارک سفر سے آپ کو بہت سی برکات حاصل ہوئیں۔ صاحبزادگان بیان کرتے۔ کہ جب آپ حج حرمین شریف کے بعد وطن تشریف لائے تو بہت کم گفتگو فرماتے تھے اور بدوی لوگوں کے متعلق فرمایا کہ لوگ ان کے متعلق گلہ و شکایت کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے ساتھ ان کا سلوک نہایت بہتر رہا۔ وہ کپڑے جو آپنے وہاں استعمال کئے گھر آکر اُتار دئے جو آج تک بطور تبرک

محفوظ ہیں۔ اور حضرت شیخ عبدالحق مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو تمام قرآن پاک اور دلائل الخیرات کی اجازت مرحمت ہوئی۔ آپنے تمام عمر حاجی نہیں کہلوایا اور نہ ظاہر ہونے دیا۔

مذہبی تعامل

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ۔ آجکل کی فرقہ پرستیوں کی الجھنوں سے بالکل آزاد تھے۔ آپکا مذہب محبت و عشق اور آپکا مسلک صلحِ کل تھا ہر فرقے کے پیرو آپ کو یکساں بزرگ سمجھتے تھے۔

آپ حنفی المذہب تھے۔ اور تصوفانہ مسلک حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق عمل پر تھا۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے روحانی رابطہ تھا۔ مولوی فضل الٰہی صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک سال آپ سرہند شریف سے تشریف لائے ہوئے۔ بیمار ہو گئے۔ بخار اس جوش سے چڑھا۔ کہ حضور کو زندگی سے مایوسی ہو گئی مجھے پاس بلا کر فرمایا۔ کہ میں تجھے کچھ وصیّتیں لکھوا تا ہوں۔ وہ میری اولاد کو سنا دینا۔

فرمایا۔ کہ صاحبزادہ فدا حسینؒ صاحب و صاحبزادہ خادم حسینؒ صاحب و صاحبزادہ غلام رسولؒ صاحب ان تینوں فرزندوں سے کہہ دینا۔ کہ اپنا مذہب اہل سنت و الجماعت رکھیں اور اپنی اولاد کو بھی اسی مذہب پر قائم رہنے کی تاکید کرتے رہیں۔ آپنے فرمایا۔ کہ تصوف کی کتابیں پڑھتے رہا کرو۔ مکتوبات شریف۔ کیمیائے سعادت احیاء العلوم۔ مثنوی شریف۔ نفحات الانس شمس التاریخ محبوب فقہ۔ کشف المحجوب۔ تذکرۃ الاولیا۔ بستان العارفین اور اسی قسم کی کتابیں پڑھنے کو اکثر فرماتے۔

مجھے میری کیا بساط۔ کہ میں آپ کے حُسن سیرت و اخلاق کے سمندر کو کوزے میں بند کروں۔

آپکا اندازِ تکلّم نہایت سادہ اور دلنشیں اور معنی خیز ہوتا۔ الفاظ میں اسکا نقشہ کھینچنا دشوار ہے۔ آپ کے عشاق کے دل و دماغ اس کی حلاوت سے مسرور و شاد کام ہیں

مثلِ خورشیدِ سحر فکر کی تابانی میں
بات میں سادہ و آزادہ معنی میں دقیق

آپ دیہات میں زیادہ تر دورہ رکھتے اور فرماتے۔ کہ شہروں میں تو عام صوفیاء اور علماء ہوتے ہیں۔ مگر دیہات میں کوئی نہیں جاتا۔ میں نے بچشم خود دیکھا ہے۔ کہ جن علاقوں میں آپ کا زیادہ تر دورہ رہا ہے۔ وہ لوگ باوجود تھوڑا علم رکھنے کے اتباع شریعت میں درست ہیں۔ اور اُس آفتاب ولایت کی کئی ایک ادائیں ان میں پائی جاتی ہیں۔

شاہیں کی ادا ہوتی ہے بلبل میں نمودار
کس درجہ بدل جاتے ہیں مرغانِ سحر خیز

آپنے ہزارہا خشک دلوں کو مئے عرفاں سے شاد کام کیا۔ باوجودیکہ آپ بہت کم لوگوں کو اپنے حلقہ میں لیتے۔ پھر بھی آپ کی کشش و اخلاق نے بے شمار بندگاں خدا کو اپنا گرویدہ و وابستۂ عقیدت بنا لیا تھا۔ آپ کی پاکیزہ سیرت غیر مذاہب والوں کے دل و دماغ میں بھی اپنا گھر کئے ہوئے تھی۔ کئی ایک اہل ہنود اور سکھ بھی آپکے در اقدس پر آ جھکے تھے۔

حضور کا لقب لاثانی سے ملقب ہونا

علی پور شریف سیداں ہندوستان کے علاوہ بھی دور دراز کے ممالک تک مشہور و معروف ہے جس کی وجہ اظہر من الشمس ہے۔ کہ یہاں دو بزرگ ہستیاں فقید المثال اور یکتائے روزگار ہیں۔

دیا اس سرزمین کو حق نے کیسا رتبہ والا
کہ ہر ذرّہ بنا آئینۂ اسرار عرفانی

حسنِ اتفاق سے ان دونوں مبارک ہستیوں کے اسم شریف بھی ایک ہی ہیں۔ بایں وجہ عزیزوں کیلئے تخصیص ضروری تھی۔ لہٰذا آپ کو ثانی صاحب کا لقب حضرت باواجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ چوراہی سے مرحمت ہوا۔

مگر آپ کے کمالات۔ ہر روز بڑھنے لگے۔ آپ کی عقیدت اور کشش اس قدر بڑھ گئی۔ کہ ہر کہ و مہ عالم و جاہل آپ کا دلدادہ ہوگیا۔ بمصداق

غلام نرگس مست تو تاجدار انند
خراب بادہ لعل تو ہوشیار انند

ترجمہ:۔ مست نرگسی آنکھ کے غلام بادشاہ بھی ہیں۔ تیرے رنگیں لبوں کی شراب سے ہوشیار بھی سرشار ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو بہت بلند مقامات کی سیر کرائی۔ ولایت اور پھر خلعت قطبیت سے فراز کئے گئے۔ لہٰذا لقب مبارک لاثانی جو آپ کے شایانِ شان تھا۔ پھر پیر خانہ ہی سے عنایت ہوا۔

میں کتب مقدسہ میں اولیائے سابقین کے حالات پڑھ کر ورطہ حیرت میں کھو جاتا تھا۔ کہ الٰہی ایسے پاک بندے اب کہاں ہیں؟ کیا معمورہ عالم ایسی مقدس

حقہ نوشی سے نفرت۔ آپ کے پاس ایک آدمی تسبیح پہنے ہوئے آیا
آپنے دریافت فرمایا۔ کہ کیا پڑھتے ہو اُسنے عرض کیا۔ روزانہ آٹھ ہزار دفعہ درود
شریف پڑھتا ہوں۔ بہت خوش ہوئے اور پھر فرمایا۔ کہ تمہارے منہ سے حقہ
کی بدبُو آتی ہے۔ فرمایا درود خوانی حقہ نوش کی مثال یہ ہے۔ کہ خوشبودار چاولوں
کا تھال بھر کر اوپر راکھ ڈالدی۔ حقہ نوش کو ختم خواجگان میں شریک نہ ہونے
دیتے۔ اور نہ ہی ان کو ختم شریف والا تبرک ملتا۔ البتہ اور حلوا پکا کر ان میں
علیحدہ تقسیم کیا جاتا تھا۔

تفسیر عزیزی شریف میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے حقہ نوشی
سے منع فرمایا ہے۔ اور دلیل یہ دی ہے کہ حضور بحکم الہی شاہد ہیں۔ لہذا حقہ پینا
بے ادبی ہے پس آپ کے مریدانِ صادق کو حقہ نوشی سے اجتناب ہی چاہیئے۔
احکام شریعت کا یہاں تک احترام تھا کہ چھوٹے سے چھوٹے معاملہ کی بھی نگہداشت
رکھتے۔ اگر کسی کا آزار بند بھی حدِ شرعی سے بڑھا دیکھتے تو تنبیہہ فرما دیتے۔
مولوی فضل الہی صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ آپ کے سامنے ایک
صاحب نے بائیں ہاتھ سے پانی پیا۔ آپ یہ دیکھ کر بہت ناراض ہوئے اور
مجھے فرمایا۔ کہ تونے اسے پانی پینے کا ادب بھی نہیں سکھایا۔

فرمایا۔ زمانے سے جود وسخا کی عادت بہت کم ہوتی جارہی ہے۔ اور جو کوئی
سخاوت یا صدقات کرتا بھی ہے۔ تو دوسروں پر احسان جتا کر اجر سے محروم
رہتا ہے حالانکہ قرآن پاک میں صریح طور پر موجود ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی۔ ترجمہ اے ایمان
والو نہ باطل کرو اپنے صدقات احسان جتلا کر اور ایذا دے کر۔
حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے۔ کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے بات نہیں کرے گا۔ اور نہ ان کی طرف دیکھیگا۔ ان
کے لئے عذاب دردناک ہوگا۔ ایک وہ جو دیکر پھر احسان رکھے دوسرا لٹکانے
والا آزار بند کا۔ تیسرا جھوٹی قسم کھانیوالا۔ اور قسم کھا کر سامان فروخت
کرنے والا۔

مولوی فضل الہی صاحب کا بیان ہے۔ کہ ایک دفعہ سرہند شریف میں آپ کے
اور جناب حضرت عبدالخالق صاحبؒ جہان خیلاں والوں کے درمیان مراقبہ مجاہدہ
ذکر و فکر اور خطراتِ نفس وغیرہ کے متعلق بہت سی باتیں ہوئیں یہ دونوں مبارک
ہستیاں گنجِ معرفت لٹا رہی تھیں اور ہم حلقہ نشین حسب استطاعت و قدرت
اپنے دامنِ مراد بھر رہے تھے۔ اثنائے گفتگو میں جناب عبدالخالقؒ صاحب نے
فرمایا۔ کہ انسان کا نفس بڑا مکّار اور شریر ہے۔ اور بعض اوقات اپنی
شرارتیں نہایت عمدگی کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ چنانچہ جب کوئی صوفی چند
لمحوں کے لئے مراقبہ میں بیٹھے۔ تو یہ فوراً دل میں خیال پیدا کر دیتا ہے۔ کہ
اگر خداوند کریم بیت اللہ شریف کا حج کرا دیوے۔ تو کیا اچھا ہو۔ بس
اتنا خیال پیدا کرنے کے ساتھ ہی سفر کے عجائبات مثلاً سمندر کے نظارے
کا تصور۔ کراچی۔ بمبئی۔ جدّہ اور جہاز وغیرہ کا خیال ذہن میں لے آتا ہے۔
اور طبیعت کی محویت و یکسوئی کو یکسر غارت کر دیتا ہے۔ خدا جانے حج کب
ہوتا ہے۔ مگر یہ ظالم تو اپنا کام کر جاتا ہے۔ نیز صاحب مذکور نے فرمایا۔ کہ
میں ابتدا میں وعظ کیا کرتا تھا۔ اور جب وعظ سے فارغ ہو جاتا۔ تو میرا
نفس خود ستائی کرتا۔ کہ آج تیرا وعظ بہت کامیاب رہا لوگ اچھے خاصے
متاثر ہوئے اور خوب کھل کر روئے فلاں لطیفہ سے اچھا قہقہہ لگا۔ آج تو
تجھ سے وہ نکات حل ہوئے جو بڑے بڑے عالموں سے حل نہ ہو سکے۔

ہوا - اور اسم ذاتی اللہ اللہ کے نعرے لگاتے ہوئے آپ نو بج کر پانچ منٹ
واصل بحق ہو گئے - انا للہ وانا الیہ راجعون

زندگانی نتواں گفت حیاتیست مرا
زندہ آنست کہ با دوست وصالے دارد

آہ

ہند کے سارے جواہر جسکے آگے ماند تھے
آہ ! وہ انمول ، وہ لاثانی گوہر چل بسا
وہ کہ جسکی ہر ادا تجدیدِ شان رفتہ تھی
سیرت بسطامیؒ و بوذرؓ کا مظہر چل بسا

بروز یک شنبہ بتاریخ ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ المقدس مطابق یکم اکتوبر ۱۹۳۹ء عیسوی بروز انوار آفتاب کے غروب ہو جانیکے بعد جبکہ افق سے سفیدی زائل ہو چکی تھی - تو حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ اسم ذات کے نعرے لگاتے ہوئے فنا فی الذات ہو گئے

مگر آپ کی اس روپوشی نے اور اس جمیل تبسم نے جو آپ کے نورانی چہرے پر عیاں تھا - نہیں معلوم کتنے ہزار عقیدتمند فرزندان توحید کو خون کے آنسو رلا دیا - اس وقت علی پور شریف کی فضا گریہ زاری اور نالہ و شیون سے معمور اور سب عزیزوں کے شیشۂ دل بار غم و اندوہ سے چور تھے -

آہ ایسا کیوں نہ ہوتا آپ اسلام و روحانیت کے وہ بطلِ جلیل تھے - جن کی مثال صدیوں تک عنقا رہیگی -

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب و گِل ایراں وہی تبریز ہے ساقی

دوسرے دن بتاریخ ۱۷ شعبان المعظم سوموار اطراف و اکناف پنجاب میں یہ خبر دفعتاً پھیل گئی - آپ کے متوسلین اور عزیزوں کا جم غفیر جمع ہو گیا - بطریق سنت آپ کو غسل دیا گیا - اور عین سنت کے مطابق تجہیز و تکفین کی گئی

نماز جنازہ حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے تین جنازے ہوئے - پہلا جنازہ آپ کے خلیفہ مجاز حضرت سید چراغ شاہ صاحب مراڑے والوں نے پڑھایا -

دوسرا جنازہ - آپ کے مخلص دوست حضرت قبلہ مولانا مولوی محمد حسین صاحب پسروری نے پڑھایا -

تیسرا جنازہ - آپ کے پیر بھائی اور ہم عصر ولی حضرت قبلہ حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری محلہ مشرقی نے پڑھایا
اس کے بعد آپ کو منزل ہستی کی آخری آرام گاہ لحد مبارک میں اتارا گیا -

مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سبکو
لحد میں چھپ گیا اے وائے قسمت ماہ کنعانی

علی پور شریف کی مبارک زمین میں آپ کا روضہ اطہر مہبط انوار و اسرار ہے اور فیضان الٰہی کا سرچشمہ ہے - ایسے اولیاء اللہ کے مزاروں کے متعلق حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں کہ "مظہر عون الٰہی ہیں"

شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری ارشادات

(۱) مولوی فضل الٰہی صاحب اور حافظ غلام مرتضےٰ شاہ صاحب خدمت عالیہ